سولہواں مسئلہ

اِجماعِ امت

کتاب وسنت کی روشنی میں

اللہ عزّوجلّ نے امت محمدیہ ﷺ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ جس حکم پر اس کا اجماع واتفاق ہو جائے وہ خطا سے پاک اور حجت ہوتا ہے۔ اور اس سے انحراف فرمانِ نبوت سے انحراف کی طرح گناہ ہے۔ جیسا کہ کتابُ اللہ وسنتِ رسول اللہ اس کے شاہد ہیں، ہم یہاں اس کے ثبوت میں پانچ دلائل ذکر کرتے ہیں۔

دلائلِ اہل سنت

پہلی دلیل، مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ اختیار کرنے پر جہنم کی وعید:

(۱) اللہ عزّوجلّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ (۱)

اور جو رسول کا خلاف کرے اس کے بعد کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے

---

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ النساء: ٤، الأیۃ: ١١٥.

جدا راہ چلے، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کیا ہی بڑی جگہ پلٹنے کی۔

اس آیت کریمہ میں:

(۱) رسول کی مخالفت کرنے

(۲) اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلنے

دونوں کا ایک ہی حکم بیان کیا ہے کہ "ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی راہ پر چلنا واجب ہے، جیسا کہ رسول کریم ﷺ کی راہ پر چلنا واجب ہے اور "اجماع" بلا شبہہ مسلمانوں کی راہ ہے۔ ایسی راہ جس پر سبھی چلتے ہیں؛ اس لیے اس کا اتباع واجب ہوا۔ اور ثابت ہوا کہ اجماعِ امت حجت ہے۔

دوسری دلیل، سابقہ امتوں پر امت محمدیہ کی شہادت حجتِ لازمہ ہے:

❷ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ(۱)

ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمھیں سب امتوں میں افضل کیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمھارے نگہبان و گواہ۔

اس آیت کریمہ میں سابقہ امتوں پر امتِ محمدیہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور ان کے قول و شہادت کو ان پر حجتِ لازمہ قرار دیا گیا ہے جو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ ان کا قول خطا سے پاک ہے، اور یہی ان کے اجماع کے خطا سے معصوم ہونے کی دلیل ہے۔

تیسری دلیل، احادیث متواترہ کی شہادت کہ امت کا اجماع خطا سے محفوظ ہے:

حضور سید عالم ﷺ کے ارشادات کریمہ اس مفہوم پر تواتر کے ساتھ دلالت کرتے ہیں، کہ امت کا اجماع خطا سے محفوظ ہے اور اس کا اتباع واجب ہے۔

چناں چہ مسلم الثبوت کی شرح فواتح الرحموت میں حدیث: لا تجتمع أمّتي على ضلالةٍ

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة البقرة: ۲، الآية: ۱۴۳

کے تحت ہے:

"فإنَّه متواترُ المعنى" فإنّه قد ورد بألفاظ مختلفة يفيد كلُّها العِصْمَةَ وبلغت رُوَاةُ تلك الألفاظ حَدَّ التواتر.[1]"

ترجمہ: حدیث "میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی" معنی کے لحاظ سے متواتر ہے کیوں کہ یہ مختلف الفاظ سے وارد ہے۔ اور اس کے سارے ہی الفاظ امت کے خطا سے معصوم ہونے کا افادہ کرتے ہیں، ساتھ ہی ان الفاظ کے رُواۃ حدِ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔

امام محقق ابن امیر الحاج[2] اور امام قاضی بیضاوی[3] اور امام جمال الدین اسنوی رحمہم اللہ[4] نے بھی یہی صراحت کی ہے، یہ تمام حضرات اس مضمون کی احادیث کو معنیً متواتر قرار دیتے ہیں۔

کشف الاسرار شرح اصول بزدوی میں بھی یہی انکشاف کیا گیا ہے، کلمات یہ ہیں:

إنّ الروايات تظاهرت عن الرسول -صلّى الله عليه وسلّم- بِعصمة هذه الأمّة عن الخطأ بألفاظ مختلفة على لسان الثقات من الصحابة كعُمر وابنه وابن مسعود وأبي سعيد الخدري وأنس بنِ مالك وأبي هريرة وحُذيفة بن اليمان وغيرهم مع اتفاق المعنىٰ كقوله عليه السلام "لا تجتمع أمّتي على الخطأ" ... إلىٰ غيرها من الأحاديث التي لا تحصىٰ كثرة ولم تزل كانت ظاهرة مشهورة بين الصّحابة والتابعين إلى زماننا هذا.[5]

ترجمہ: اس امت کے خطا سے معصوم ہونے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایات کثیر ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد: "لا تجتمِعُ أمتي على الخطأ" (میری امت

---

(١) فواتح الرحموت، ج:٢، ص: ٢٧٢، الأصل الثالث: الإجماع، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

(٢) التقرير و التحبير على التحرير، ج:٣، ص: ٨٥، الباب الرابع: الإجماع، دار الكتب العلمية، بيروت

(٣) منهاج الوصول إلى علم الأصول على هامش التقرير ج: ٢، ص: ١٦٣، الكتاب الثالث في الإجماع، دار الكتب العلمية، بيروت

(٤) نهاية السُؤل في شرح منهاج الوصول على هامش التقرير ج: ٢، ص: ١٦٦، الكتاب الثالث في الإجماع، دار الكتب العلمية، بيروت

(٥) كشف الأسرار على أصول فخر الإسلام البزدوي ج: ٣، ص: ٢٥٨، الصدف پبليشر، كراتشي

گمراہی پر جمع نہیں ہوگی) اور یہ روایات ثقہ صحابۂ کرام- جیسے • عمر • ابن عمر • ابن مسعود • ابوسعید خدری • انس بن مالک • ابوہریرہ • اور حذیفۃ بن الیمان وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک ہی مفہوم کے مختلف الفاظ سے منقول ہیں۔ امت کے خطا پر جمع نہ ہونے کے سلسلے میں احادیث بے شمار ہیں اور یہ صحابۂ کرام و تابعین عظام کے زمانے سے ہمارے زمانے تک مشہور ہیں۔

یہی صراحت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ[1] نے بھی کی ہے۔

ہم یہاں اس طرح کی احادیث و روایات کا ایک انتخاب قدرے بسط کے ساتھ پیش کرتے ہیں جن سے مجموعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ امت کا اجماع ضلالت و گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔ اور جس امر پر امت کا اجماع منعقد ہو وہ خطا سے پاک و حجت ہے۔

یہ احادیث اپنے مضامین کے لحاظ سے کئی انواع کی ہیں، ہم جملہ احادیث کا احاطہ نہیں کر سکتے تا ہم جو احادیث پیش نظر ہیں ان کا انتخاب **پانچ انواع** کے ذیل میں نذر قارئین کرتے ہیں:

نوع اول کی احادیث:

اس نوع کی احادیث و روایات میں یہ صراحت ہے کہ امت کا اجماع گمراہی پر نہ ہوگا، اللہ عزّ و جل نے اسے گمرہی سے محفوظ و مامون کر دیا ہے۔ کلماتِ احادیث یہ ہیں:

(۱) عن أبي مالك يعني الأشعري، قال: قال رسولُ الله -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ- : "إن الله أجاركم من ثلاث خلال:

- أنْ لا يدعُو عليكم نبيُّكم فتهلِكوا جميعًا،
- وأن لا يُظْهِرَ أهلَ الباطل علىٰ أهل الحقّ،
- و أن لا تجتمعوا علىٰ ضلالة.[2]

ترجمہ: حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تین باتوں سے تمھیں پناہ عطا فرمائی:

---

(۱) المستصفىٰ مِن علم الأصول ج: ۱، ص: ۱۷۳، الباب الأول من مبحث الإجماع، دارُ إحياء التراث العربي.

(۲) سنن أبي داؤد، ج: ۳، ص: ۱۳۰، كتاب باب الفتن والملاحم، حديث: ٤٢٥٣، دارُ المعرفة، بيروت، لبنان.

پہلی بات یہ کہ تمھارے نبی تمھاری تباہی و بربادی کی دعا نہ فرمائیں کہ تم سب نیست و نابود کر دیے جاؤ۔

دوسری بات یہ کہ اللہ عزّوجلّ اہلِ باطل کو اہلِ حق پر غلبہ نہیں دے گا۔

تیسری بات یہ کہ تمھارا اجماع کسی گمراہی پر نہ ہو گا۔

② عن أبي بصرة الغفاري ، صاحب رسول الله -صلّى الله تعالى عليه وسلَّمَ-، أنّ رسول الله -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ- قال: سألتُ ربي عزّ و جلّ أربعًا، فأعطاني ثلاثا و منعني واحدة،

- سألتُ الله عزّ وجلّ أن لّا يُجْمِعَ أُمَّتي على ضلالة فأعطانيها،
- وسألتُ الله عزّ وجلّ أن لا يُهلكهم بالسّنين، كما أهلك الأُمَمَ قبلهم، فأعطانيها،
- و سألت الله عزّ و جلّ أن لا يُلبِسهم شِيَعًا، و يُذيقَ بعضُهم بأسَ بعضٍ، فمنعنيها.[1]

ترجمہ: صحابیِ رسول اللہ حضرت ابوبصرہ غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب عزّوجلّ سے چار باتوں کا سوال کیا تو اس نے مجھے تین باتیں عطا فرمائیں اور ایک سے منع فرما دیا۔

- میں نے اللہ عزّوجلّ سے سوال کیا کہ میری امت کا اجماع گمراہی پر نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عطا فرما دیا۔
- اور میں نے اللہ عزّوجلّ سے سوال کیا کہ وہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ فرمائے جیسا کہ پہلے کی امتوں کو ہلاک فرمایا تو اس نے یہ دعا بھی قبول فرمالی۔
- اور میں نے اللہ عزّوجلّ سے سوال کیا کہ میری امت مختلف فرقوں میں تقسیم نہ ہو اور ایک دوسرے کو ایذا نہ پہنچائیں تو اسے قبول نہیں فرمایا۔[2]

---

(١) مسند الإمام أحمد بن حنبل ، ص: ٢٠٢٩، حديث : ٢٧٧٦٦، بيت الأفكار الدولية.

(۲) "امت کی مختلف فرقوں میں تقسیم" کا فیصلہ مُبْرَم و ناقابلِ تبدیل تھا، اور آخر کار امت تہتّر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو گئی جن میں ایک فرقہ "اہل سنت و جماعت" جنتی، باقی سب جہنمی ہیں جیسا کہ احادیثِ نبوی میں وارد ہے، یہ احادیث آگے آ رہی ہیں۔ ۱۲ منہ

③ حَدَّثَنِي أَبُو خَلَفٍ الأَعْمَى، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ-، يَقُولُ: ''إِنَّ أُمَّتِي لاَ تَجْتَمِعُ عَلَى ضَلاَلَةٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ اخْتِلاَفًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الأَعْظَمِ.''(۱)

ترجمہ: ابو خلف اعمیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی، لہٰذا جب تم اختلاف دیکھو تو سوادِ اعظم کی پیروی اپنے اوپر لازم کرلو۔

④ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صلّى الله تعالى عليه وسلّمَ- قَالَ: «إِنَّ اللهَ لاَ يَجْمَعُ أُمَّتِي -أَوْ قَالَ: أُمَّةَ مُحَمَّدٍ -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّمَ- عَلَى الضَلاَلَةِ وَيَدُ اللهِ على الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ، شَذَّ إِلَى النَّارِ».(۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو -یا فرمایا- اُمّتِ محمد -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم- کو گمراہی پر نہیں جمع فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت جماعت پر ہے اور جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

⑤ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلّمَ- «يَدُ الله مَعَ الْجَمَاعَةِ».(۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کا دستِ رحمت جماعت کے ساتھ ہے۔

⑥ عن عبد الله بن دينار، عن ابن عمر قال: قال رسولُ الله -صلّى الله عليه و اٰله و سلّمَ-: "لا يجمع الله هذه الأمةَ على الضَّلالة أبدا" و قال:

(۱) سنن ابن ماجه، ج: ۲، ص: ۱۳۰۳، كتاب الفتن / باب السّواد الأعظم، دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان.

(۲) جامع الترمذي، ج: ۲، ص: ۳۹، كتاب الفتن/ بابُ لزوم الجماعة، مجلس البركات، الجامعة الأشرفية، مبارك فور.

(۳) جامع الترمذي، ج: ۲، ص: ۳۹، كتاب الفتن / بابُ لزوم الجماعة، مجلس البركات ، الجامعة الأشرفية، مبارك فور

"يد الله على الجماعة، فاتّبعوا السَّواد الأعظم، فإنه من شذَّ، شذّ في النار". (۱)

ترجمہ: عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزّوجلّ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ کا دستِ قدرت جماعت پر ہے تو سوادِ اعظم کی پیروی کرو، جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

اس حدیث کو امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سات طُرق سے روایت کرنے کے بعد یہ انکشاف فرمایا:

فقدِ استقرَّ الخلاف في إسناد هذا الحديث على "المعتمر بن سليمان" و هو أحدُ أركان الحديث من سبعة أوجهٍ لا يسعنا أن نحكم أن كلّها محمولة على الخطأ بحكم الصواب ... و لكنَّا نقول: إنَّ المعتمر بن سليمان أحدُ أئمة الحديث و قد رُوي عنه هذا الحديث بأسانيد يصحّ بمثلها الحديث، فلا بدَّ من أن يكون له أصلٌ بأحد هذه الأسانيد.

ثم وجدنا للحديث شواهدَ من غير حديث المعتمر لا أدّعي صِحّتها و لا أحكم بتوهينها، بل يلزمني ذكرها لإجماع أهل السُّنة على هذه القاعدة من قواعد الإسلام. (۲)

ترجمہ: اس حدیث کی اسناد میں اختلاف "معتمر بن سلیمان" پر ٹھہر جاتا ہے اور وہ اس حدیث کے سات طُرق کے ارکان میں سے ایک ہیں، ہمیں یہ روا نہیں کہ ہم یہ حکم صادر کردیں کہ یہ تمام طُرق درست ہونے کے بجائے خطا پر محمول ہیں۔

ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ "معتمر بن سلیمان" ائمۂ حدیث میں سے ایک ہیں اور ان سے یہ حدیث جس طرح کی اسانید سے مروی ہے ویسی اسانید سے مروی احادیث صحیح ہوتی ہیں۔ تو ضرور ہے کہ ان اسانید میں سے کسی سند کے ساتھ اس کی کوئی اصل ہو۔

---

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۱، ص: ۱۱۵، كتاب العلم/ بابُ لا يجمع الله هذه الأمّة على الضلالة أبدًا، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

(۲) المستدرك للحاكم، ج:۱، ص: ۱۱٦، كتاب العلم، باب من شَذَّ شُذَّ في النار.

پھر ہم اس حدیث کے لیے حدیث معتمر کے سوا کچھ شواہد بھی پاتے ہیں جن کے صحیح ہونے کا دعویٰ ہم کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے ضعیف ہونے کا حکم لگاتے ہیں، بلکہ مجھ پر ان شواہد کا ذکر لازم ہے کیوں کہ دلائل اسلام - کتاب و سنت و اجماع - میں سے اس دلیل (اجماع) پر اہل سنت کا اجماع ہے۔

⑦ حدّثنا موسى بن هارون، حدّثنا العباس بنُ عبد العظيم، حدثنا عبد الرزاق، حدثنا إبراهيم بن ميمون العدني ـ و كان يسمى "قريش اليمن" و كان من العابدين المجتهدين ـ قال: قلتُ لأبي جعفر: و اللهِ لقد حدّثني ابن طاؤس عن أبيه قال: سمعتُ ابن عباس يقول: قال رسول الله -صلّى الله عليه و سلَّمَ-: لا يجمع الله أمّتي على ضلالة أبدا و يد الله على الجماعة.

(قال) الحاكم: فإبراهيم بن ميمون العدني هذا قد عَدَّلَه عبدُ الرزاق، وأثنىٰ عليه، و عبد الرزاق إمام أهل اليمن و تعديلُه حجّةٌ و قد روي هذا الحديث عن أنس بن مالك.[1]

ترجمہ: امام حاکم صاحب مستدرک فرماتے ہیں کہ موسیٰ بن ہارون نے ہم سے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عباس بن عبد العظیم نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں ہم سے عبد الرزاق نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں ہم سے ابراہیم بن میمون عدنی نے حدیث بیان کی، اور انھیں "قریش یمن" سے بھی موسوم کرتے ہیں، یہ عابدین مجتہدین سے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے کہا کہ اللہ کی قسم مجھ سے ابن طاؤس نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں کہ ان سے ان کے والد طاؤس نے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **اللہ تعالیٰ کبھی میری امت کا اجماع ضلالت پر نہیں فرمائے گا، اور اللہ کا دستِ کرم جماعت پر ہے۔**

امام حاکم فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن میمون عدنی کو امام عبد الرزاق نے عادل بتایا ہے اور ان کی ثنا کی ہے، اور امام عبد الرزاق امامِ اہل یمن ہیں اور ان کی تعدیل حجت ہے اور یہ حدیث حضرت انس بن مالک سے بھی مروی ہے۔

---

(١) المستدرك للحاكم، ج: ١، ص: ١١٦، كتاب العلم/ بابُ مَن شذّ، شذّ في النار، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

إبراهيمُ عَدَّلَهُ عبدُ الرزّاق وَ وَثّقه ابنُ معين. اه.[1]

امام عبدالرزاق نے ابراہیم کی تعدیل اور امام ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔

⑧ عن أنس بن مالك: عن النّبي -صلى الله عليه و آله و سلم-: أنه سأل ربَّهٗ أربعا:

- سأل ربَّهٗ أن لا يموت جوعا، فأعطىٰ ذلك،
- وسأل ربه أن لايجتمعوا على ضلالة، فأعطىٰ ذلك. إلخ.[2]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم سے چار باتوں کا سوال کیا:

- آپ نے سوال کیا کہ بھوک کے سبب موت نہ آئے، تو اللہ عزوجل نے اسے عطا فرمادیا۔
- دوسری چیز یہ کہ آپ کی امت گمراہی پر اجماع نہ کرے تو یہ بھی عطا فرمادیا۔

نوعِ دوم کی احادیث:

اس نوع کی حدیثوں میں یہ صراحت ہے کہ جماعتِ مسلمین کی موافقت و اتباع لازم ہے اور ان سے علاحدگی و مخالفت اسلام کی روش سے علاحدگی و مخالفت ہے، الفاظِ احادیث یہ ہیں:

⑨ عن خالد بن وهبان عن أبي ذر، قال: قال رسولُ الله -صلّى الله عليه و سلَّمَ-: مَن فارقَ الجماعة قِيْدَ شِبْرٍ فقد خَلع رَبْقَةَ الإسلام من عُنقه.[3]

ترجمہ: خالد بن وہبان سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ الگ کر دیا۔

⑩ عن عبد الله بن دينار، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ: يَا

(۱) التلخيص للذهبي على هامش المستدرك ج: ۱، ص: ۱۱۷، كتاب العلم، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

(۲) المستدرك للحاكم، ج: ۱، ص: ۱۱۷، ۱۱۶، كتاب العلم / بابُ من شذّ، شذّ في النار، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

(۳) المستدرك للحاكم، ج: ۱، ص: ۱۱۷، كتاب العلم/ بابُ من فارقَ الجماعة، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قُمْتُ فِيكُمْ كَمَقَامِ رَسُولِ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- فِينَا، فَقَالَ: «أُوصِيكُمْ بِأَصْحَابِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ.

أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ، عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ. مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ. مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذَلِكُمُ الْمُؤْمِنُ».

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، صَحِيحٌ، غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.(۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام جابیہ(۲) میں ہمیں خطبہ دیا، آپ نے فرمایا:

اے لوگو! میرا قیام تمھارے درمیان اسی طور پر ہے جس طور پر ہمارے درمیان اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے۔(۳) آپ نے فرمایا کہ میں تمھیں اپنے اصحاب، پھر تابعین، پھر تبعِ تابعین کے اِتّباع واطاعت کی تاکید کرتا ہوں، اس کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا یہاں تک کہ آدمی

---

(۱) ● جامع الترمذي، ج: ۲، ص: ۳۹، كتاب الفتن/ باب لزوم الجماعة، مجلس البركات، الجامعة الأشرفية، مبارك فور.

● والمستدرك للحاكم، ج:۱، ص: ۱۱٤، كتاب العلم/ باب خطبة عمر -رضي الله تعالى عنه- بالجاهلية، مكتب المطبوعات الإسلاميه، بيروت، لبنان

(۲) دمشق کے قریب ایک بستی کا نام۔ قاموس ۱۲ منہ

(۳) اس سے مراد اپنے اس منصبِ شریف کا اظہار ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے "خلیفۂ راشد" اور "قائم مقام" ہیں، آپ کا فرمان بھی شریعت ہے اور آپ کی سنت کی پیروی بھی واجب ہے جیسا کہ ارشادِ رسالت ہے: عليكم بسُنّتي و سنّةِ الخلفاء الرّاشدين.

ترجمہ: تم لوگوں پر میری اور میرے خلفاے راشدین کی سنت کی پیروی لازم ہے۔

(● جامع الترمذي، ج:۲، ص:۹۲، كتاب العلم/ باب ما جاء في الأخذ بالسنة وإجتناب البدع ● سنن ابن ماجه، ص: ۲۲، كتاب المقدمة/ باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، رقم الحديث: ۴۲، ۴۳ ● مسند الإمام أحمد بن حنبل، ص: ۱۲۳٤ ● مسند الشاميين، حديث العرباض بن سارية، رقم الحديث: ۱۷۲۷۲ تا ۱۷۲۷۵ ● سنن الكبرى للبيهقي، ج:۱۰، ص: ۱۱٤، كتاب آداب القاضي / باب ما يقضي به القاضي و يفتي به المفتي ● المستدرك على الصحيحين، ج:۱، ص: ۹۵ تا ۹۷.)

قسم کھائے گا جب کہ اس سے قسم کا مطالبہ نہ ہوگا، اور شاہد گواہی دے گا حالاں کہ اس سے شہادت کے لیے نہ کہا جائے گا۔

آگاہ رہو کہ کوئی مرد کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ خلوت نہیں کرتا مگر ان کا تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ **تم پر جماعت کا ساتھ لازم ہے، اور تم جدا ہونے سے بچو،** کیوں کہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو سے دور ہو جاتا ہے۔ تم میں سے **جو کوئی اونچے درجے کی جنت کی خواہش رکھتا ہے وہ جماعت کی پیروی لازم کر لے۔** جو شخص اپنی نیکی سے خوش ہو اور بدی سے غمگین، وہ مومن کامل ہے۔ یہ حدیث اس طریق سے حَسَن، صحیح، غریب ہے۔

مشکاۃ المصابیح، باب مناقب الصحابہ/فصل ثانی ص: ۵۵۴، میں یہ حدیث ابتدائی الفاظ میں فرق کے ساتھ منقول ہے، اس کے تحت مِرقاۃ المفاتیح اور لمعاتُ التنقیح میں ہے:

إسنادُه صحيحٌ، و رِجالُه رِجالُ صحيحٍ، إلّا إبراهيم بن الحسن الخثعمي فإنه لم يخرّج له الشّيخان، وهو ثقة، ثبتٌ. ذكرَه الجزري. فالحديثُ بكماله إمّا صحيح أو حَسَنٌ. اهـ.[1]

ترجمہ: اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور اس کے رِجال، صحیح کے رِجال ہیں، سوائے ابراہیم بن حسن خثعمی کے کہ شیخین - امام بخاری و امام مسلم - نے ان سے حدیث کی تخریج نہیں کی مگر وہ ثقہ و عادل ہیں۔ امام جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ صراحت فرمائی۔ تو یہ پوری حدیث یا تو صحیح ہے یا حَسَن۔

اس حدیث کو امام اب عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی مستدرک میں اپنی سند سے تخریج کیا ہے اور ساتھ میں اس کے دو شاہد بھی ذکر کیے ہیں اور اسے شرط شیخین پر صحیح قرار دیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

هذا حديثٌ صحيح على شرط الشَّيخين، فإنّي لا أعلم خلافًا بين أصحاب عبد الله بن المبارك في إقامة هذا الإسناد عنه، و لم يخرِّجاه (و له شاهدان) عن محمد بن سوقة قد يُستشهد بمثلهما في مثل هذه المواضع ... و قد رويناه بإسناد صحيح عن سعد بن أبي وقّاص عن عمر رضي الله عنهما.[2]

---

(۱) ● مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ج: ۱۱، ص: ۱۵۹، كتاب المناقب/ الفصل الثاني، دار الكتب العلمية، بيروت،
● وحاشية المشكاة عن لمعات التنقيح، ص: ۵۵٤.

(۲) المستدرك للحاكم، ج: ۱، ص: ۱۱٤، كتاب العلم/ باب خطبة عمر -رضي الله تعالى عنه- بالجابية، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

ترجمہ: یہ حدیث حضرات شیخین [امام بخاری و امام مسلم] کی شرط پر صحیح ہے کیوں کہ میں حضرت عبد اللہ بن مبارک سے اس اِسناد کے درست ہونے میں ان کے اصحاب کے درمیان کوئی اختلاف نہیں جانتا، البتہ شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

اور محمد بن سُوقہ کی روایت سے اس حدیث کے دو شاہد بھی ہیں اس طرح کے مقامات پر ایسی حدیثوں سے استشہاد کیا جاتا ہے اور ہم نے یہ حدیث اسنادِ صحیح سے سعد بن ابی وقاص کے حوالے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی حدیث ابن عمر کے بارے میں اپنی تحقیق یہی بیان فرمائی: "علیٰ شرطِھما" یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے۔ اور حدیث سعد بن وقّاص کے تعلق سے فرمایا: و ھذا صحیح، یہ حدیث صحیح ہے۔[1]

⑪ حدّثني أبوإدريس الخولاني أنه سمع حُذيفة بنَ اليمان يقول: كان الناس يسألون رسولَ الله -صلّى الله تعالىٰ عليه و آله وسلَّمَ- عن الخير و كنتُ أسأله عن الشر مخافة أن يدركني، فقلت: يا رسول الله، إنّا كنّا في جاهلية و شرّ، فجاء الله بهذا الخير، فهل بعد هذا الخير مِن شر؟ قال: نعم ... قلت: فما تأمرني إن أدركتُ ذلك؟ قال:

"تلزَم جماعة المسلمين و إمامهم"، قلت: فإن لم يكن لهم إمام ولا جماعة ؟ قال: فاعتزل تلك الفِرَق كلها، و لو أن تعَضّ بأصل شَجَرة حتّى يُدركك الموتُ و أنت كذلك".[2]

ترجمہ: ابوادریس خولانی کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت حُذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرماتے سنا کہ لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے "خیر" کے بارے میں دریافت کرتے اور میں حضور سے "شر" کے بارے میں دریافت کرتا کہ مجھے یہ اندیشہ دامن گیر تھا کہ کہیں کوئی شر مجھے درپیش نہ ہو جائے۔

(١) التلخيص للإمام الذهبي على هامش المستدرك ج: ١، ص: ١١٤، كتاب العلم.

(٢) صحيح البخاري ج: ١، ص: ٥٠٩، كتاب المناقب/ بابُ علامات النبوة في الإسلام، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ صحيح البخاري ج: ٢، ص: ١٠٤٩، كتاب الفتن/ بابٌ كيف الأمر إذا لم تكن جماعة.

❀ الصحيح لمسلم ج: ٢، ص: ١٢٧، كتاب الإمارة/ بابُ وجوبِ ملازمة جماعة المسلمين إلخ.

میں نے عرض کی یا رسولَ اللہ! ہم لوگ زمانۂ جاہلیت و زمانۂ شر میں تھے پھر اللہ تعالیٰ [آپ کا] یہ زمانۂ خیر لایا، کیا اس خیر کے بعد بھی ''شر'' کا دور آئے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے پوچھا تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ ''شر'' کا زمانہ میرے عہد میں آجائے، تو آپ نے فرمایا کہ **جماعتِ مسلمین اور ان کے امام کے ساتھ برابر جڑے رہنا**۔ میں نے پوچھا: حضور! اگر مسلمانوں کا کوئی امام نہ ہو، کوئی جماعت نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا کہ ان سارے فرقوں سے الگ رہو، اگرچہ تمھیں درخت کی جڑ چبانی پڑے، یہاں تک کہ اسی حال میں تمھیں موت آجائے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''المستدرک'' میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد یہ انکشاف فرماتے ہیں:

هٰذا حديثٌ مُخَرَّجٌ في الصَّحيحين هكذا، و قد خَرَّجاه أيضًا مختصرًا من حديث الزهري عن أبي إدريس الخولاني و إنّما خرّجتُه في كتاب العلم؛ لأنّي لم أجد للشيخين حديثًا يدل على أن الإجماع حجة غير هذا وقد خرَّجت في هذه المواضع من أحاديث هذا الباب ما لم يخرِّجاه.[1]

ترجمہ: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اس حدیث کی تخریج اسی طور پر ہے اور شیخین نے اس کی تخریج مختصراً بھی ابو ادریس خولانی سے کی ہے اور میں نے اس کی تخریج کتاب العلم میں اس لیے کی کہ میں نے اس کے سوا شیخین کی کوئی حدیث نہیں پائی جو اجماع کے حجت ہونے پر دلالت کرے اور میں نے اس مقام پر کچھ اور بھی احادیث تخریج کی ہیں جن کو شیخین نے تخریج نہیں کیا۔

⑫ عن خالد بن وهبان عن أبي ذر قال: قال رسولُ الله -صلّى الله تعالى عليه و آله و سلَّم-: مَن خالفَ جَماعة المسلمين شِبْرًا فقد خلع رَبْقَة الإسلام من عنقه.[2]

ترجمہ: خالد بن وہبان حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **جو جماعت مسلمین سے ایک بالشت بھی مخالفت کرے اس**

---

(۱) المستدرك للحاكم، كتاب العلم/ باب الأمر بلزوم جماعة المسلمين و إمامهم، ج:۱، ص: ۱۱۳، مجلس دائرۃ المعارف، حیدر آباد۔

(۲) المستدرك للحاكم، ج: ۱، ص: ۱۱۷، كتاب العلم/ باب من فارق الجماعة قِيد شبر فقد خلعَ ربقة الإسلام من عنقه، مجلس دائرۃ المعارف۔

نے اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ اتار پھینکا۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کے ایک راوی خالد کے متعلق یہ وضاحت فرمائی:

خالد بن وهبان لم يجرح رواياته و هو تابعي معروف إلّا أنّ الشَّيخَين لم يخرّجاه وقد روي هذا المتن عن عبد الله بن عمر بإسنادٍ صحيحٍ على شرطهما.[1]

ترجمہ: خالد بن وہبان اپنی روایات میں مجروح نہیں، یہ معروف تابعی ہیں مگر یہ کہ شیخین۔ امام بخاری و امام مسلم۔ نے ان کی حدیث تخریج نہیں کی، البتہ یہ متن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے شرط شیخین پر اسناد صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

⑭ حدَّثني الحارث الأشعري قال: قال رسول الله -صلى الله عليه و آله و سلم-: آمركم بخمس كلمات أمَرَني الله بهن:

● الجماعة و ● السمع و ● الطاعة و ● الهجرة و ● الجهاد في سبيل الله فمَن خَرج من الجَماعة قيد شِبر فقد خلع ربقةَ الإسلام من رأسه إلا أن يرجع.[2]

ترجمہ: حارث اشعری نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھیں پانچ ایسی باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ نے مجھے دیا ہے:

● جماعت کی پیروی ● حاکم کی بات سننا ● اس کی اطاعت کرنا ● ہجرت ● اور اللہ کے راستے میں جہاد۔

تو جو جماعت سے ایک بالشت کی مقدار باہر ہوا اس نے اپنے سر سے اسلام کا پٹہ نکال دیا مگر یہ کہ دوبارہ جماعت میں شامل ہو جائے۔

امام حاکم نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا:

---

(۱) المستدرك للحاكم، ج: ۱، ص: ۱۱۷، كتاب العلم/ باب مَن فارق الجماعة قِيد شبر فقد خلعَ ربقة الإسلام من عنقه، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

(۲) المستدرك للحاكم، ج: ۱، ص: ۱۱۷، ۱۱۸، كتاب العلم/ باب مَن فارق الجماعة قِيد شِبر فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

هذا حديث صحيح على ما أصلناه في الصحابة إذا لم نجد لهم إلا راويا واحدا فإن الحارث الأشعري صحابي معروف سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب يقول: سمعتُ الدوري يقول: سمعتُ يحيى بن معين يقول: الحارث الأشعري له صحبة. (و لهذه اللفظة من الحديث شاهد) عن رسول الله صلى الله تعالى عليه و آله وسلَّمَ.[1]

ترجمہ: یہ حدیث ہمارے اس اصول کے مطابق صحیح ہے کہ جب ہم صحابۂ کرام میں کسی کے لیے صرف ایک ہی راوی پائیں تو وہ حدیث صحیح ہوتی ہے اور حارث اشعری معروف صحابی ہیں۔
میں نے ابو العباس محمد بن یعقوب سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوری سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ حارث اشعری کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہے۔[2] اور حدیث کے اس لفظ کا رسول اللہ ﷺ سے ایک شاہد بھی ہے۔

⑭ عن ابن عمر قال : سمعتُ رسولَ الله صلى الله تعالى عليه وآلِهٖ و سلَّمَ يقول : مَن فارق أُمّةً فلا حجّة له .[3]

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو امت (جماعتِ مسلمین) سے الگ ہوا؛ اس کے لیے کوئی حجت نہیں۔

⑮ قد اتفق الشيخان على إخراج حديث غيلان بن جرير عن زياد بن رياح عن أبي هريرة أنّ رسول الله –صلى الله عليه و آلهٖ وسلَّمَ– قال : مَن

---

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۱، ص:۱۱۸، كتاب العلم/ باب مَن فارق الجماعة قِيد شبر فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه، مجلس دائرة المعارف، حيدرآباد.

(۲) الحارث بن الحارث الأشعري، الشامي، صحابيٌّ، يكنى أبا مالك تفرد بالرواية عنه أبو سلام، وفي الصحابة أبو مالك الأشعرى، اثنان غير هذا.

تقریب میں ہے کہ حارث بن حارث اشعری شامی صحابی ہیں، ان کی کنیت ابو مالک ہے، ابو سلام ان سے روایت میں منفرد ہیں اور صحابہ میں ابو مالک اشعری نام کے دو حضرات ہیں جو ان کے سوا ہیں۔ (تقریبُ التہذیب، ص:۸۵، رقم الترجمہ:۱۰۱۴، موسسۃ الرسالہ۔)

(۳) المستدرك للحاكم، ج:۱، ص:۱۱۸، كتاب العلم / باب مَن فارق الجماعة شبرا دخل النار، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

فارق الجماعة فمات، مات موتةً جاهليةً.[۱]

ترجمہ: شیخین غیلان بن جریر بروایت زیاد بن ریاح بروایت ابو ہریرہ اس حدیث کی تخریج پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو جماعت سے جدا ہو کر فوت ہوا، اس کی موت جاہلیت جیسی موت ہوئی۔

⑯ عن ربعي بن حراش قال: أتيتُ حُذيفةَ بن اليمان ليالي سار الناس إلى عثمان فقال: سمعتُ رسولَ الله -صلى الله تعالىٰ عليه و سلَّمَ- يقول: مَن فارق الجماعة و استذلَّ الإمارة لقي الله و لا حجة له.

تابعه أبو عاصم عن كثير.[۲]

ترجمہ: ربعی بن حراش کا بیان ہے کہ جن دنوں فسادیوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا میں حضرت حُذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو وہ فرمانے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا:

"جس نے جماعت سے علاحدگی اختیار کی اور قیادت اسلامی کو ذلیل کیا وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے لیے کوئی دلیل نہ ہوگی۔"

ابو عاصم نے بروایت کثیر بن ابو کثیر حضرت ربعی بن حراش کی متابعت کی۔

هذا حديثٌ صحيح فإن كثير بن أبي كثير كوفي سكن البصرة، رَوىٰ عنه يحيى بن سعيد القطان و عيسى بنُ يونس و لم يذكر بِجرح.[۳]

ترجمہ: یہ حدیث صحیح ہے، اس لیے کہ اس حدیث کے راوی کثیر بن ابو کثیر کوفی ہیں وہ بصرہ میں رہے، ان سے یحییٰ بن سعید قطّان اور عیسیٰ بن یونس نے حدیث روایت کی اور کسی جرح کا ذکر نہ کیا۔

⑰ عن فضالة بن عبيد: عن رسول الله -صلى الله عليه و اٰلِهٖ وسلَّمَ-:

---

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۱، ص: ۱۱۸، ۱۱۹، كتاب العلم/ باب مَن فارق الجماعة شبراً، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

(۲) المستدرك للحاكم، ج: ۱، ص: ۱۱۹، كتاب العلم/ باب من فارق الجماعة شبرا دخل النار، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

(۳) المستدرك للحاكم، ج: ۱، ص: ۱۱۹، كتاب العلم/ باب من فارق الجماعة شبرا دخل النار، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

أنهٗ قال : ثلاثة لا تسأل عنهم : ● رجل فارق الجماعة و عصى إمامه فمات عاصيا. ● و أمة أو عبد أبَق من سيِّدِهٖ فمات. ● وامرأة غاب عنها زوجُها و قد كفاها مؤنة الدنيا فتبرَّجت بعده. فلا تسأل عنهم.[1]

ترجمہ: فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین لوگوں کے بارے میں سوال مت کرنا۔

- جو شخص جماعت سے جدا ہوا، اپنے امام کی نافرمانی کی اور نافرمان ہی فوت ہوگیا۔
- باندی یا غلام جو اپنے آقا سے بھاگ جائے اور اسی حال میں فوت ہو۔
- جس عورت کا شوہر غائب ہوگیا، اور اس نے اس کے لیے بقدر کفایت نفقہ کا انتظام کر دیا پھر بھی وہ غیروں کے سامنے آراستہ ہو کر نکلے۔

ان تینوں کے بارے میں مجھ سے مت پوچھنا۔

هذا حديث صحيحٌ على شرط الشَّيخَين فقدِ احتجَّا بجميع رُواته و لم يخرِّجاه و لا أعرف له علة.[2]

ترجمہ: یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے کہ دونوں حضرات نے اس حدیث کے سارے رُواۃ کو حجت مانا ہے، ہاں ان سے حدیث کی تخریج نہیں کی، اور میں اس کی کوئی علت نہیں جانتا۔

⑱ عن أبي هُريرة قال: قال رسول الله -صلّى الله عليه و آلهٖ و سلَّمَ-: الصلاة المكتوبة إلى الصلاة المكتوبة التي بعدها كفَّارة لما بينهما. و الجمعة إلى الجمعة و الشهر إلى الشهر يعني من شهر رمضان إلى شهر رمضان كفَّارة لما بينهما. ثم قال بعد ذلك : إلّا من ثلاث، فعرفت أن ذلك من أمر حدث فقال : إلّا من الإشراك بالله ونكثِ الصفقة و تركِ السنةِ قلتُ : يا رسولَ الله، أما الإشراكُ بالله فقد عرفناه، فما نكث الصفقة وتركُ السنة ؟ قال : أما نكث الصّفقة أن تبايع رجلا

---

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۱، ص: ۱۱۹، كتاب العلم/ باب من فارق الجماعة و استذل الإمارة لقي الله و لا حجة له عند الله، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

(۲) المستدرك للحاكم، ج:۱، ص: ۱۲۰، كتاب العلم/ باب من فارق الجماعة و استذل الإمارة لقي الله و لا حجة له عند الله، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

بيمينك ثم تُخلِف إليه فتقابله بسيفك، و أما تركُ السُّنة فالخروج من الجماعة.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فرض نماز سے دوسری فرض نماز کے درمیان جو گناہ ہوئے ان کا کفارہ وہ نمازیں ہیں۔ اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے درمیان جو گناہ ہوئے ان کا کفارہ رمضان کے روزے ہیں۔

ہاں یہ معافی تین مجرمین کے سوا کے لیے ہے:

● جو شرک باللہ کرے۔ ● عہد کو توڑ دے۔ ● سنت کو چھوڑ دے۔

میں نے عرض کی: یا رسولَ الله ! "شرك بِالله" تو ہم جانتے ہیں، عہد کو توڑنے اور سنت کو چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟

تو آپ نے فرمایا: "عہد توڑنا" یہ ہے کہ تم کسی حاکم سے بیعت کرو پھر عہد شکنی کر کے تلوار لے کر اس کے مقابلے میں آجاؤ۔ اور "سُنّت چھوڑنے" سے مراد "جماعتِ مسلمین" سے خروج ہے۔

هذا حديث صحيح على شرط مسلم فقد احتجَّ بعبد الله بن السائب بن أبي السائب الأنصاري و لا أعرف له علة.[2]

ترجمہ: یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے کہ انھوں نے اس حدیث کے راوی عبد اللہ بن سائب بن ابو السائب انصاری کو حجت مانا ہے اور میں ان میں کوئی علت نہیں جانتا۔

⑲ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ-: افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَىٰ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، فَإِحْدَى وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ هُمْ ؟ قَالَ: "هُمُ الْجَمَاعَةُ".[3]

---

(١) المستدرك للحاكم، ج: ١، ص: ١١٩، ١٢٠، كتاب العلم/ باب الصّلاة المكتوبة إلى الصّلاة المكتوبة و الجمعة إلى الجمعة والشهر إلى الشهر كفّارة لما بينهما، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

(٢) المصدر السابق.

(٣) السُّنّة لأبي بكر ابن أبي عاصم، الجزء الأول، ص: ٧٥، بابُ افتراقِ الأمة أكثر من سبعين فرقة، دار الصميعي للنشر والتوزيع.

ترجمہ: عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہود اکہتّر (۷۱) فرقوں میں بٹ گئے، ان میں سے ایک گروہ جنتی ہے اور ستّر فرقے جہنمی۔ اور نصاری بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے، جن میں اکہتّر فرقے جہنمی ہیں اور ایک جنتی۔

اور قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، میری امت تہتّر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی، جن میں سے ایک جنتی ہے اور بہتر جہنمی۔

عرض کی گئی: یارسول اللہ، یہ جنتی گروہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ "جماعت" ہے۔

⑳ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ -صلّى الله عليه وسلّم-: إِنَّ أُمَّتِي سَتَفْتَرِقُ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ.(۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بے شک میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی، ان میں سوائے ایک کے سارے فرقے جہنمی ہوں گے اور وہ ایک ناجی فرقہ "جماعت" ہے۔

㉑ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلّى الله عليه وسلّمَ-: إِنَّ هَذِهِ الأُمَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ.(۲)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک یہ امت اکہتّر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی ان میں سوائے ایک فرقے کے جو جماعت ہے سارے فرقے جہنمی ہوں گے۔

㉒ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: افْتَرَقَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً -أَوْ قَالَ:- اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَتَزِيدُ هَذِهِ الأُمَّةُ فِرْقَةً وَاحِدَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ السَّوَادَ الأَعْظَمَ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! مِنْ رَأْيِكَ أَوْ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلّى الله عليه وسلَّمَ؟ قَالَ: إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلّى الله عليه وسلَّمَ

---

(۱) السُّنّة لأبي بكر ابن أبي عاصم، الجزء الأول، ص: ۷٦، بابُ افتراقِ الأمة أكثر من سبعين فرقة، دار الصميعي للنشر والتوزيع.

(۲) السُّنّة لأبي بكر ابن أبي عاصم، الجزء الأول، ص: ۷٦، بابُ افتراقِ الأمة أكثر من سبعين فرقة، دار الصميعي للنشر والتوزيع.

غَيْرَ مَرَّةٍ، وَلاَ مَرَّتَيْنِ، وَلاَ ثَلاثَةٍ.(۱)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ بنو اسرائیل اکہتر(۷۱) یا فرمایا بہتر(۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوگئے اور اس امت میں ایک فرقہ اور زیادہ ہوگا، ان میں "سوادِ اعظم" کے سوا سارے فرقے جہنمی ہیں۔

ایک شخص نے پوچھا: اے ابواُمامہ، یہ بات آپ اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں، یا آپ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے؟

توانھوں نے فرمایا کہ اپنی رائے سے کہوں تو یہ جرأت ہوگی، میں نے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا سنا ہے۔

۴۳ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلّى الله عليه وسلَّمَ-: مَا كَانَ اللهُ لِيَجْمَعَ هَذِهِ الأُمَّةَ عَلَى الضَّلاَلَةِ أَبَدًا، وَيَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ هَكَذَا، فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الأَعْظَمِ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ.(۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس امت کا اجماع ضلالت پر نہیں کرائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا دست رحمت **جماعت** پر ہے تو تم پر "سوادِ اعظم" کی پیروی لازم ہے کیوں کہ جو سوادِ اعظم سے الگ ہوگا وہ جہنمی ہوگا۔

۴۴ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ عَنِ النَّبِيِّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ- قَالَ: يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ.(۳)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا دست رحمت **جماعت** پر ہے۔

۴۵ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ الأَشْعَرِيِّ، سَمِعَ النَّبِيَّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ-

---

(۱) السُّنّة لأبي بكر ابن أبي عاصم، الجزء الأول، ص: ۷۸، بابُ افتراقِ الأمّة أكثر من سبعين فرقة، دار الصميعي للنشر والتوزيع.

(۲) السُّنة لأبي بكر ابن أبي عاصم، الجزء الأول، ص: ۸۶، بابُ افتراق الأمة أكثر من سبعين فرقة، دار الصميعي للنشر والتوزيع.

(۳) السُّنة لأبي بكر ابن أبي عاصم، الجزء الأول، ص: ۸۷، بابُ افتراق الأمة أكثر من سبعين فرقة، دار الصميعي للنشر والتوزيع.

يَقُولُ: إِنَّ اللهَ تَعَالىٰ قَدْ أَجَارَ أُمَّتِي مِنْ أَنْ تَجْتَمِعَ عَلَى ضَلالَةٍ.[1]

ترجمہ: حضرت کعب بن عاصم اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو اس بات سے حفاظت عطا کر دی ہے کہ وہ گمراہی پر مجتمع ہو۔

(۲۶) عن يسير بن عَمْرو قال، سمعتُ أبا مسعود يقول: عليكم بالجَماعة، فإنَّ الله لا يجمع أمَّةَ محمد -صلّى الله عليه وسلَّمَ- على ضلالة.[2]

ترجمہ: حضرت یسیر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرماتے سنا کہ تم پر جماعت کی پیروی لازم ہے اس لیے کہ اللہ عزّ وجلّ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔

ان احادیث میں ''جَماعة'' کو جنتی گروہ بتایا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جَماعتِ مسلمین کا عقیدہ و مذہب حق ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جَماعت پر ''اللہ عزّ وجلّ کا دستِ رحمت'' ہے اور ظاہر ہے کہ جس پر اللہ عزّ وجلّ کا دستِ رحمت ہو وہ حق و ہدایت ہی ہوگا، کبھی ضلالت و گمراہی نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی احادیث میں واضح الفاظ میں یہ رہنمائی بھی فرمادی گئی ہے کہ جماعت کو لازم پکڑو کہ اللہ امتِ محمدیہ کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا، اور یہی وجہ ہے کہ بہت سی احادیث میں جماعت سے علاحدگی اختیار کرنے والے کو جہنمی بتایا گیا۔

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ اجماعِ مسلمین حق ہے، حجت ہے اور اس کی مخالفت گمراہی اور جہنم میں جانے کا ذریعہ۔

نوعِ سوم، مومنین شُہداءُ اللہ ہیں:

اس نوع کی احادیث میں مومنین کو ''شُہدَاءُ اللہ'' کہا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ وہ جس بات کی شہادت دیں گے وہ عنداللہ واجب ہو جائے گی۔ کلماتِ حدیث یہ ہیں:

(۲۷) عن أنس -رضي الله عنه قال-: مُرّ على النَّبيِّ -صلّى الله عليه وسلَّمَ-

(۱) السُّنة لأبي بكر ابن أبي عاصم، الجزء الأول، ص: ۸۸، بابُ افتراق الأمة أكثر من سبعين فرقة، دار الصميعي للنشر والتوزيع.

(۲) السُّنّة لأبي بكر ابن أبي عاصم، الجزء الأول، ص: ۸۹، بابُ افتراقِ الأمة أكثر من سبعين فرقة، دار الصميعي للنشر والتوزيع.

بجنازة، فأثنوا عليها خيرا، فقال: وجبت. ثم مُرّ بأخرىٰ، فأثنوا عليها شرًّا -أو قال:- غير ذلك، فقال: وجبت. فقيل: يا رسول الله، قلت لهذا وجبت، ولهذا وجبت؟ قال: شهادة القوم، المؤمنون شُهداءُ الله في الأرض.[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو حاضرین نے اس کی تعریف کی، حضور نے فرمایا: "واجب ہوگئی"

پھر آپ کے پاس سے دوسرا جنازہ گزرا تو حاضرین نے اس کی برائی بیان کی، آپ نے فرمایا کہ "واجب ہوگئی"۔

عرض کی گئی: یارسولَ اللہ! آپ نے اس کے لیے بھی کہا "واجب ہوگئی" اور اُس کے لیے بھی فرمایا کہ "واجب ہوگئی" (یہ تو قابل تشریح ہے)۔

تو آپ نے فرمایا کہ "مسلمانوں کی شہادت واجب ہوگئی" مومنین زمین میں اللہ کے شُہدا (گواہ) ہیں۔

۲۸ عن أبي بكر بن أبي زهيرٍ الثقفي عن أبيه قال: سمعتُ النبي -صلى الله عليه و آلهٖ وسلم- بالنُّباء أو بالنباوة يقول: يوشِكُ أن تعرفوا أهلَ الجنة من أهل النّار، أو قال: خِيارَكم من شِراركم قيل: يا رسولَ الله بماذا؟ قال: بالثناء الحسن و الثناءِ السيىءِ أنتم شهداءُ بعضِكم على بعض.[2]

ترجمہ: ابوبکر بن ابوزہیر ثقفی سے روایت ہے کہ ان کے والد ابوزہیر ثقفی نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مقام "نُباء" یا "نَباوہ"[3] میں سنا آپ ارشاد فرمارہے تھے کہ قریب ہے تم اہل

(۱) صحيح البخاري، ج:۱، ص:۳۶۰، كتاب الشهادات/ باب تعديل كم يجوز، مجلس البركات، الجامعة الأشرفية، مبارك فور.
❀ الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۳۰۸، كتاب الجنائز/ بابٌ في قبول شفاعة الأربعين.

(۲) المستدرك للحاكم، ج:۱، ص: ۱۲۰، كتاب العلم/ باب أنتم شُهداءُ بعضكم على بعض، مجلس دائرة المعارف، حيدرآباد.

(۳) ● النُّبَاء: بالضم والمد: موضع بالطائف، عن نصر (معجم البلدان، ج:۵،ص: ۲۵۵، باب النون والباء وما يليها.)

● النبَاوَة: بالفتح، وبعد الألف واو مفتوحة، قال ابن الأعرابي: النبوَة: الارتفاع، والنَّبْوَة: الجَفْوَة . . . وكل مرتفع من الأرض. نباوة موضعٌ بالطائف، وفي الحديث: خطب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوما بالنباوة ومن الطائف. (معجم البلدان، ج:۵، ص: ۲۵۷، باب النون والباء وما يليها، دار . . . .

جنت اور اہل جہنم کو پہچان لو گے، یا فرمایا: اپنے اچھوں اور بُروں کو پہچان لو گے۔
عرض کی گئی: یا رسولَ اللہ! یہ پہچان کیسے ہوگی؟ تو فرمایا کہ ذکرِ حسَن اور ذکرِ بد کی وجہ سے۔
(مسلمان جس میت کا ذکر حسَن کریں گے وہ اچھا اور جنتی ہوگا، اور جس میت کا ذکرِ بد کریں گے وہ بُرا اور جہنمی ہوگا) تم میں کے بعض، بعض پر گواہ ہوں گے۔

هذا حديث صحيح الإسناد و قال البخاري : أبو زهير الثقفي سمع النبي -صلّى الله عليه و سلَّمَ- و اسمه معاذ. فأما أبو بكر بن أبي زهير فمن كبار التابعين وإسناد الحديث صحيح ولم يخرِّجاه.[1]

ترجمہ: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ابو زُہیر ثقفی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے، ان کا نام مُعاذ ہے، اور ابو بکر بن زہیر کبارِ تابعین سے ہیں، حدیث کی اسناد صحیح ہے البتہ شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

نوع چہارم، اہل السُّنہ اور محدثین کی جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی:

اس نوع کی احادیث میں علما و محدثین کے گروہ کو یہ بشارت دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ غالب رہیں گے۔ یہاں اس نوع کی صرف ایک حدیث نقل کی جاتی ہے:

(۴۹) عن المغيرة بن شعبة، عن النبي -صلّى الله تعالى عليه وسلَّمَ-، قال: لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين، حتى يأتيَهم أمرُ الله، وهم ظاهرون.[2]

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ غالب رہیں گے۔

یہ حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا حضرت امیر معاویہ[3] حضرت ثوبان اور

---

(۱) المصدر السابق.
(۲) صحيح البخاري ج:۲، ص: ۱۰۸۷، كتاب الاعتصام بالسُّنة/ باب قولِ النّبي -صلى الله تعالى عليه وسلم-: لا تزال طائفة من أمتي ظاهر ين على الحقّ، مجلس البركات، الجامعة الأشرفية، مبارك فور.
(۳) صحيح البخاري ، ج:۱، ص: ۴۳۹، كتاب الجهاد/ باب قول الله: "فإنَّ لِله خُمُسَه" ، مجلس البركات، مبارك فور

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم [۱] سے بھی مروی ہے۔

اس حدیث میں "گروہِ امت" سے مراد "علما و محدثین کا گروہ" ہے بلفظ دیگر اہل سنت و جماعت کا گروہ ہے۔ چناں چہ امام ابوزکریا نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وأمّا هذه الطّائفة فقال البخاري: هُم أهلُ العلم. وقال أحمدُ بن حنبل: إن لم يكونوا أهل الحديث فلا أدري مَن هُم. قال القاضي عياض: إنّما أراد أحمدُ " أهلَ السنة و الجماعة" و من يعتقد مذهبَ أهل الحديث قلت: و يحتمل أنّ هذه الطائفة ... ومنهم فقهاء ومنهم محدّثون و منهم زُهّاد. اھ [۲]

ترجمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یہ گروہ اہل علم کا گروہ ہے اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر وہ گروہ محدثین کا نہ ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ پھر وہ کون لوگ ہیں۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ "محدثین" سے امام احمد بن حنبل کی مراد "اہلِ سنت و جماعت" نیز وہ سب لوگ ہیں جو محدثین کے عقیدے پر ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ گروہ کئی انواع کا ہو سکتا ہے، فقہا، محدثین، زاہدین۔

یہ انواع جتنے بھی ہوں وہ سب اہلِ سنت و جماعت سے ہی ہیں اور سب حق پر ہیں۔

ان احادیث میں اہل السنۃ اور محدثین کی جماعت کے حق پر قائم رہنے کی شہادت بہت ہی واضح الفاظ میں دی گئی ہے جو ان کے اجماع کے حجت ہونے کی واضح دلیل ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

و فيه دليل لكون الإجماع حجةً وهو أصحُّ ما يُستدلُّ به من الحديث.

ترجمہ: یہ حدیث اجماع کے حجت ہونے کی دلیل ہے اور یہ دلائلِ اجماع میں سب سے زیادہ صحیح دلیل ہے۔ [۳]

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی شہادت عند اللہ مقبول ہے تو ان کی شہادت حجت ہوئی، لہٰذا ان کا اجماع بھی حجت ہوگا کہ یہ اجماع اس بات کی شہادت ہے کہ حکم شریعت

---

(۱) الصحيح لمسلم ج: ۳، ص: ۱۴۳، كتاب الإمارة/ باب قوله صلّى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ: لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) المنهاج شرح الصحيح لمسلم ج: ۲، ص: ۱۴۳، كتاب الإمارة، مجلس البركات، مبارك فور.

(۳) المنهاج شرح الصحيح لمسلم، ج: ۲، ص: ۱۴۳، كتاب الإمارة، مجلس البركات، مبارك فور.

تمام اہل سنت کے نزدیک یہ ہے۔

امام حافظ ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع کے حجت ہونے پر نو احادیث کی تخریج کی ہے ان میں سے کچھ احادیث کے شواہد و مُتابَعات بھی ذکر فرمائے ہیں، پھر اخیر میں ان احادیث کی صحت کا فیصلہ بھی سنایا ہے، چناں چہ ارقام فرماتے ہیں:

فقد ذكرنا تسعة أحاديث بأسانيد صحيحة يستدلّ بها على الحجة بالإجماع، و استقصيتُ فيه تحرِّيا لمذاهب الأئمّة المتقدّمين رضى الله تعالىٰ عنهم.[1]

ترجمہ: ہم نے اسانیدِ صحیحہ سے نو حدیثیں ذکر کیں جن سے اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے۔ اور اس بارے میں میں نے تلاش و جستجو کر کے ائمۂ متقدمین کے مذاہب کا احاطہ کر لیا ہے۔

ہم نے اس مبحث میں یہ جملہ احادیث شامل کر لی ہیں۔

نوع پنجم، مسلمان جو کام اچھا سمجھیں، اچھا • اور جو کام بُرا سمجھیں بُرا ہے:

اس نوع کا مضمون یہ ہے کہ مسلمان جو کام اچھا سمجھیں وہ اچھا اور جو کام بُرا سمجھیں وہ بُرا ہے، یہ ایک ہی حدیث ہے جو موقوف ہے اور سند کے لحاظ سے صحیح، حسن ہے، اس کی ایک روایت مرفوعًا بھی ہے۔

(۳۰) عن عبد الله ، قال: مَا رَأى المسلمون حَسَنًا فهو عند الله حَسَنٌ، و مَا رآه المسلمون سَيِّئًا فهو عند الله سَيِّئٌ وقد رأى الصحابةُ جَميعا أن يستخلفوا أبا بكر -رضي الله تعالىٰ عنه-. هذا حديثٌ صحيح الإسناد ولم يخرِّجاه، وله شاهد أصح إلا أنّ فيه إرسالًا.[2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان جو چیز اچھی سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک

---

(۱) المستدرك للحاكم ج:۱، ص:۱۲۰، كتاب العلم/ أنتم شهداء بعضكم إلخ، مجلس دائرة المعارف، حيدرآباد.

(۲) ❀ مسند الإمام أحمد بن حنبل ص: ۳۰۹، مسند المكثرين/ مسندُ عبد الله بن مسعود، رقم الحديث: ۳۶۰۰، بيت الأفكار الدولية.

❀ المستدرك على الصحيحين للحاكم، ج:۳، ص:۷۸، ۷۹، كتاب معرفة الصحابة/ يتجلى الله لعباده عامة ولأبي بكر خاصة، مجلس دائرة المعارف، حيدرآباد.

❀ المعجم الكبير للطبراني، ج:۹، ص:۱۱۸، ما أسند عبد الله بن مسعود، رقم الحديث: ۸۵۸۳، القاهرة.

بھی اچھی ہے اور مسلمان جسے بُری سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے اور تمام صحابہ نے یہ (اچھا) سمجھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنالیں (تو اللہ ضرور ان کے خلیفہ ہونے پر راضی ہے)

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔ اس حدیث کا ایک شاہد بھی ہے جو اس سے صحیح تر ہے مگر وہ مرسل ہے۔

حلیۃ الاولیا کے الفاظ یہ ہیں:

فَما رَاٰہ المومنون حَسَنًا فھو (عند اللہ) حَسَن و ما راٰہُ المؤمنون قبیحًا فھو عند اللہ قبیح.[۱]

ترجمہ: جس کام کو اہلِ ایمان حَسَن جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی حَسَن ہے اور جس کام کو اہلِ ایمان قبیح جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔

اس حدیث میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ:

"مسلمان جو چیز اچھی سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔"

اس سے کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ "جماعتِ مسلمین" کا یہ استحسان خطا سے پاک ہے کیوں کہ اللہ عزّ وجلّ کے نزدیک وہی چیز اچھی ہوگی جو خطا سے پاک ہو۔ اور جو چیز عند اللہ خطا سے پاک اور اچھی ہو وہ حجت ہوگی۔

چوتھی دلیل، اجماعِ علما اور اجماعِ اہلِ حرمین امام بخاری کے نزدیک حجت ہے:

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اجماع کی حجیت کے قائل ہیں جیسا کہ بخاری شریف کے اس "ترجمۃُ الباب" سے عیاں ہوتا ہے۔

بابُ ما ذکر النَّبيُّ -صلّی اللہ تعالی علیه و سلَّمَ- و حَضَّ علیٰ اتّفاقِ أهلِ العلمِ و ما أجمع علیه الحرمان، مکّةُ وَ المدینةُ.[۲]

ترجمہ: ان امور کا بیان جن کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا اور اہلِ علم کے اتفاق اور حرمین

(۱) حِلیة الأولیاء، ص: ۳۷۵، ج: ۱، ذکر الطفاوی الدوسی، دار الفکر، بیروت.

(۲) صحیح البخاري، ج: ۲، ص: ۱۰۸۹، کتاب الاعتصام بالکتاب والسُّنّةِ، مجلس البرکات، مبارك فور.

شریفین - مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ - کے اجماع کی رغبت دلائی۔

عنوان باب سے کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ اہل علم کے اتفاق اور حرمین طیبین زادھما اللہ تعالی شرفا و تکریما کے اجماع کو حجت تسلیم کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہاں اجماع کی دو صورتوں کو بیان فرمایا ہے:

- ایک عصر کے فقہاے مجتہدین کا کسی امرِ دین پر اتفاق ـــــ اصل اجماع یہی ہے۔
- حرمین شریفین کے فقہا کا اتفاق ـــــ یہ اجماعِ اضافی ہے جو حرمین طیبین کے فضائلِ کثیرہ کی بنا پر امام بخاری کے نزدیک حجت ہے۔

چناں چہ امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

(على اتّفاق أهل العلم) ... و إذا اتّفق أهلُ عصر من أهل العلم على قولٍ حتّى ينقرضوا ولم يتقدّم فيه اختلاف فهو إجماع.

(قوله: ما أجمعَ عليه الحرمان) ... أراد أنّ ما اجتمع عليه أهلُ الحرمين من الصّحابة و لم يخالف صاحبٌ مِن غيرهما فهو إجماع، كذا قيّده ابنُ التين. اھ[1]

ترجمہ: "اتفاقِ اہل علم" کی صورت یہ ہے کہ ایک عصر کے اہلِ علم کا کسی قول پر اتفاق ہو پھر وہ فوت ہو جائیں اور پہلے سے اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہ ہو تو وہ **اجماع** ہے۔

اور "اجماعِ اہلِ حرمین" سے مراد یہ ہے کہ کسی قول پر حرمین شریفین کے صحابۂ کرام کا اتفاق ہو اور غیر حرمین کے کسی صحابی کا اختلاف نہ ہو تو وہ **اجماع** ہے۔

علامہ ابن التین رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہ قید ذکر فرمائی۔

اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے چوبیس حدیثیں تخریج فرمائی ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کے متبرک مقامات اور سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی نماز کی جگہ اور ریاض الجنّہ وغیرہ کا تذکرہ ہے ان میں کچھ امور اجماعی بھی ہیں جن کی نشان دہی امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فتح الباری جلد ۱۷ میں احادیثِ باب کی شرح میں فرمائی ہے۔ مثلاً اس باب کی نویں حدیث ہے:

(۱) عمدة القاري بشرح صحيح البخاري ج: ۲۵، ص: ۸۱، كتابُ الاعتصام بالكتاب و السّنة ... ما أجمع عليه الحرمان، دار الكتب العلمية، بيروت.

عن أنس بن مالك: أنّ رسول الله -صلى الله تعالىٰ عليه وسلم- قال: "اللّٰهم بارِك لَهُمْ فِي مِكْيالِهم، و بَارِك لهم في صَاعِهم و مُدِّهِم" يعني أهل المدينة."[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ، اہل مدینہ کے پیمانے میں برکت دے اور ان کے صاع اور مُد میں برکت دے۔

اس حدیث کی شرح میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

و مناسَبةُ هذا الحديث للترجمة أنّ قدر الصّاع ممّا اجتمع عليه أهل الحرمين بعد العهد النبوي و استمرّ، فلمّا زاد بنو أُميّة في الصَّاع لم يتركوا اعتبار الصَّاع النبوي فيما ورد فيه التقديرُ بالصّاع مِن زكاةِ الفطر و غيرها، بل استمرّوا على اعتباره في ذلك و إنِ استعملوا الصَّاع الزائد في شيء غير ما وقع فيه التقدير بالصّاع كما نبّه عليه مالكٌ و رجع إليه أبو يوسف في القصَّة المشهورة."[2]

ترجمہ: عنوانِ باب سے اس حدیث کی مناسبت یہ ہے کہ عہد نبوی کے بعد اہلِ حرمین نے "نبوی صاع" کی مقدار پر اجماع کر لیا اور بعد میں بھی وہ اجماع برقرار رہا، پھر جب بنو امیہ نے صاع کی مقدار میں اضافہ کیا تو انھوں نے صدقۂ فطر وغیرہ جن چیزوں کے بارے میں صاعِ نبوی کی مقدار وارد تھی اسے ترک نہیں کیا، بلکہ برابر اس کا اعتبار کرتے رہے اور جن چیزوں کی مقدار صاعِ نبوی سے متعیّن نہ تھی ان میں اپنے اضافی صاع کا اعتبار کیا، اس پر امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متنبّہ فرمایا ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قصہ مشہورہ میں اسی کی طرف رجوع فرمایا۔

واضح ہو کہ اس بحث سے ہمارا مقصود صرف اس امر کا اظہار ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجماع کی حقانیت کے قائل ہیں اور صحیح البخاری کا یہ ترجمۃ الباب بھی اسی کا شاہد ہے کہ اجماع حق ہے، ممکن ہے، واقع ہے اور ساتھ ہی معمول بہ بھی۔ تو فرقۂ وہابیہ کا انحراف نہ صرف احادیثِ بخاری سے ہے، بلکہ امام بخاری سے بھی ہے۔

---

(۱) صحيح البخاري ج:۲، ص: ۱۰۹۰، كتابُ الاعتصام بالكتاب والسُّنة، باب ما .... أجمع عليه الحرمان، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) فتح الباری ج: ۱۷، ص: ۲۲٤، دار إحياء التراثِ العربي، بيروت.

پانچویں دلیل، جرحِ رُواۃ کے جواز پر اہل سنت اور فرقہ وہابیہ کا اتفاق:

احادیث کریمہ کے راویوں میں جو عیوب پائے جاتے ہیں انھیں بیان کرنا اور لوگوں میں ان عیوب کی اشاعت کرنا جائز ہے مثلاً یہ کہ فلاں راوی بد حافظہ ہے، فاسق ہے، مُدلّس ہے، کذّاب ہے، وَضّاع ہے، مُتّہم ہے، متروک ہے، شیعی ہے، بدعتی ہے، بھیک مانگتا تھا راوی بن گیا، اَسلاف کو گالیاں دیتا ہے، قدری ہے، معتزلی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

احادیث نبویہ کے مطابق یہ عیب جوئی و عیب گوئی غیبت ہے جو حرام و گُناہِ کبیرہ ہے۔ لیکن **جرحِ رُواۃ** کے جواز پر اجماعِ امت کی وجہ سے یہاں عَیب جوئی بھی جائز ہے اور عیب گوئی بھی۔ امام ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

اعلم أنَّ جرح الرُّواة جائز، بل واجب بالاتفاق للضرورة الدّاعية إليه لصيانة الشريعة المكرَّمة وليس هو من الغيبة المحرّمة، بل من النصيحة لله تعالىٰ ورسوله -صلّى الله عليه و سلَّمَ- والمسلمين ولم يزل فُضَلاءُ الأئمة وأخيارُهم وأهلُ الورع منهم يفعلون ذلك كما ذكر مسلمٌ في هذا الباب عن جماعات.[1]

ترجمہ: راویوں کی جرح بالاتفاق جائز بلکہ واجب ہے کہ شریعتِ مکرمہ کی حفاظت کے لیے ضرورتِ شرعیہ اس کی داعی ہے اور یہ غیبت حرام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی خیر خواہی سے ہے اور ہمیشہ ائمۂ اربابِ فضل و صالحین اور اہلِ ورع و تقویٰ راویوں پر جرح کرتے رہے ہیں جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ائمۂ دین کی جماعتوں سے "بابُ بَیانِ أنّ الإسنادَ مِن الدّین" میں نقل کیا ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تفصیلی باب میں کثیر علماے امت سے رُواۃ کی جرح نقل کی ہے، پھر آخر میں یہ انکشاف فرمایا ہے:

"وأشباهُ ما ذكرنا من كلام أهل العلم في مُتَّهمي رواةِ الحديث، و إخبارهم عن معايِبهم كثير، يطول الكتابُ بذكره على استِقصائه، وفيما ذكرنا

(۱) المنهاج شرح "الصحيح لمسلم" للنووي، ج: ۱، ص: ۲۰، بابُ بيانِ أنّ الإسناد مِن الدِّين، مجلس البركات، مبارك فور.

كفاية لمن تفهَّم وعقل مذهب القوم فيما قالوا مِن ذلك وبيّنوا.

وإنّما ألزَموا أنفسهم الكشف عن معايبِ رُواةِ الحديث، وناقلي الأخبار، وأفتوا بذلك حين سُئلوا لما فيه من عظيم الخطر، إذ الأخبار في أمر الدين إنما تأتي بتحليل، أو تحريم، أو أمر، أو نهي، أو ترغيب، أو ترهيب. فإذا كان الراوي لها ليس بمعدنٍ للصدق والأمانة، ثم أقدم على الرواية عنه من قد عرفه، ولم يبين ما فيه لغيره ممن جهل معرفته كان آثما بفعله ذلك، غاشًّا لعوام المسلمين، إذ لا يؤمن على بعض من سمع تلك الأخبار أن يستعملها، أو يستعمل بعضُها. ولعلّها، أو أكثرها أكاذيبُ لا أصل لها.''(۱)

ترجمہ: ہم نے مُتّہم راویانِ حدیث اور ان کے عیوب کے بارے میں گزشتہ صفحات میں اہلِ علم کے جو اقوال و بیانات نقل کیے ہیں اس طرح کے اقوال بہت ہیں، اُن سب کے ذکر سے کتاب طویل ہو جائے گی اور ہم نے جتنے شواہد ذکر کر دیے ہیں وہ اربابِ عقل و فہم کے لیے کافی ہیں۔

اور ائمۂ حدیث و ناقدینِ حدیث نے راویانِ حدیث کے عیوب لازمی طور پر اس لیے بیان فرمائے اور مسئلہ پوچھنے پر اس کے جواز کا فتویٰ اس لیے دیا کہ اس میں دین کی عظیم مصلحت ہے۔ [جو بیانِ عیوب کے مَفسدہ پر غالب ہے] کیوں کہ یہ حدیثیں دین کے امور - حلال ، حرام، امر، نہی، ترغیب، ترہیب - کے بارے میں وارد ہیں اور جب راوی صادق و امین نہ ہو اور یہ جانتے ہوئے کوئی ثقہ اس کے احوال سے بے خبر مسلمانوں سے اس کے حوالے سے حدیث روایت کرے تو وہ گنہگار ہوگا اور عوام مسلمین کو دھوکا دینے والا قرار پائے گا کیوں کہ جو لوگ یہ حدیثیں سنیں گے وہ ان سب پر یا بعض پر عمل کر سکتے ہیں اور ہو سکتا ہے وہ تمام یا اکثر حدیثیں گڑھی ہوئی ہوں جن کی کوئی اصل نہ ہو۔

کتاب و سنت میں تحریم غیبت کی صراحت کے باوجود علمائے امت کے اتفاق کی بنیاد پر جرحِ رواۃ کی اجازت اجماعِ امت کی حجیت کی واضح دلیل ہے۔

اس تفصیل سے عیاں ہو گیا کہ اجماعِ امت خطا سے پاک اور حجتِ شرعی ہے اس کا ثبوت خود کتابُ اللہ اور سنتِ رسول اللہ سے ہے۔ اور جرحِ رُواۃ کا قائل فرقۂ وہابیہ بھی ہے جس کا ثبوت اجماع سے ہے، اس کے باوجود وہابیہ اجماعِ امت کو ناقابلِ حجت قرار دیتے ہیں۔

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۲۰، باب بيان أنّ الإسناد من الدّين ... مجلس البركات، مبارك فور.

احادیثِ متواترہ کے مقابل فرقۂ وہابیہ کا موقف:

● چناں چہ مشہور غیر مقلد عالم نواب نور الحسن خاں بن نواب صدیق حسن خاں (وفات ۱۳۳۶ھ — ۱۹۱۷ء) اپنی کتاب "عرفُ الجادِی" میں لکھتے ہیں:

"پس ضرورت شد کہ پردہ از روے اجماع کہ ہیبت و خشیتِ آں در دلہاے خاص و عامّہ بسیار ست برانداز یم وآنچہ در مکمنِ بطون ست بر منصۂ شہود جلوہ گر سازیم۔
وبعد ازاں کہ اجماع چیزے نیست، قیاس مصطلح کہ آں را دلیلِ رابع قرار دادہ اند خود مکفی المؤنۃ شد۔ نہ ماند مگر آں کہ ادلّہ دینِ اسلام وملتِ حقۂ خیر الانام منحصر در دو چیز ست۔ یکے: کتابِ عزیز، و دیگر سنتِ مطہرہ۔ وماوراے ایں ہر دو کدام حجتِ نیّرہ وبرہان قاطع نیست۔"(۱)

ترجمہ: تو ضرورت ہے کہ اجماع کے چہرے سے پردہ ہٹا دیں جس کا خوف اور ہیبت عوام و خواص کے دلوں میں بہت ہے اور جو کچھ نہاں خانۂ دل میں ہے اسے منظرِ عام پر جلوہ گر کر دیں۔
اور اس کے بعد کہ اجماع کوئی چیز نہیں ہے فقہا کا قیاسِ اصطلاحی - جسے وہ دلیل رابع قرار دیتے ہیں - خود ہی ہمارے رد و ابطال سے بے نیاز ہو گیا (کہ جب فقہا کا اتفاق و اجماع کوئی چیز نہیں تو ایک فقیہ کے قیاس کی کیا حیثیت)
اب ادلّۂ دینِ اسلام دو چیزوں میں منحصر رہ گئے، ایک کتابِ عزیز، اور دوسری سنتِ مطہرہ۔ اور ان دو کے سوا کوئی بھی چیز حجت نیّرہ و بُرہان قاطع نہیں ہے۔

● غیر مقلدوں کے امام، میاں نذیر حسین دہلوی اپنی کتاب "معیار الحق" میں اجماع کے تعلق سے اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں:

"اجماع شرعی کے واسطے دو امر ضروری ہیں:
پہلا امر: یہ کہ اتفاق سارے مجتہدینِ ہم عصر کا اِس امت سے، او پر امر شرعی کے متحقق ہو—— اور
دوسرا امر: یہ کہ سند اس کی قرآن اور حدیث سے پائی جائے، کیوں کہ نہ پایا جانا سند کا مستلزم خطا کو ہو گا، اور حکم کرنا دین میں بلا دلیل خطا ہے، ...
اس واسطے کہ اجماعِ شرعی عبارت ہے قولِ کُل سے اور قول، کُل کا بلا دلیلِ شرعی کے باطل

(۱) عَرفُ الجادی مِن جنان ھَدی الھادِی ص: ۳، ناشر جمعیت اہل سنت (یعنی جمعیت وہابیت)، لاہور

ہے تو یہ اجماع بھی باطل ہوگا۔"(۱)

اس کا حاصل یہ ہے کہ کُل امت کا اجماع جس کی سند کتاب و سنت سے معلوم نہ ہو حجتِ شرعی نہیں۔

اور ہم اہل حق اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ

خدائے قدیر نے اس امت کو یہ اعزاز و شرف بخشا ہے کہ اس کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ متواترہ اس کی شاہد ہیں اس لیے اجماعِ کُل کی بنیاد بہر حال کتاب اللہ یا سنتِ رسول اللہ پر ہوگی، یہ الگ بات ہے کہ ہمیں اس کا علم نہ ہو، اس لیے جب اجماعِ کُل محقق ہوگا تو ضرور اس کے لیے کوئی مستند شرعی ہوگا، لہذا وہ خطا سے معصوم اور حجت شرعی ہوگا۔

آپ ایک بار وہ احادیث متواترہ پھر پڑھ لیجیے، یہ شرط کہیں نہیں ملے گی کہ اجماع کی سند کتاب و سنت سے معلوم ہو تب وہ گمراہی سے پاک ہوگا۔

لہٰذا اجماع کو مطلقاً حجت نہ ماننا، یا سند کا علم نہ ہو تو اسے حجت نہ ماننا بہر حال رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ صحیحہ متواترۃُ المعنیٰ سے انحراف ہے، ساتھ ہی یہ صحیحین سے بھی انحراف ہے کہ احادیث مذکورہ میں بہت سی احادیث صحیحین کی بھی ہیں۔

● نواب نور الحسن خاں نے اجماع کو بے اعتبار ثابت کرنے کے لیے اپنی کتاب "عرف الجادی" میں لمبی بحث کی ہے اور اس پر کئی طرح کے "منع" قائم کرتے ہوئے یہ صراحت کی ہے کہ کسی امر پر اجماع ممکن ہی نہیں ہے، کلمات یہ ہیں:

" حاصل آں کہ وارد بر اجماع منوعات اند:

اول: منعِ امکانش۔ دوم: منعِ وقوعش۔ سوم: منعِ امکانِ نقلِ آں۔ چہارم: منعِ وقوعِ نقل۔"(۲)

ترجمہ: حاصل یہ کہ اجماع پر کئی ایک "مَنع" وارد ہوتے ہیں:

ایک یہ کہ اس کا اِمکان ممنوع ہے۔

---

(۱) معیار الحق، باب دوم : تقلید ائمہ، مشمولہ کتاب انتصار الحق ص: ۴۲۳، طلبة درجه سابعه ، جامعه اشرفیه.

(۲) عَرف الجادي، مِن جنان هَدی الهادي، ص: ٦.

دوسرے یہ کہ اس کا وقوع ممنوع ہے۔
تیسرے یہ کہ اِمکان نقل ممنوع ہے۔
چوتھے یہ کہ وقوعِ نقل ممنوع ہے۔
ایک طرف پیشواے وہابیہ کی یہ صراحت پیش نظر رکھیے اور دوسری طرف سرور کائنات علیہ أفضل الصّلوات و أزکی التّحیات کی احادیثِ متواترہ کا نظارہ کیجیے جو شہادت دے رہی ہیں کہ اجماع ممکن بھی ہے اور واقع بھی، کیا اسی کا نام ہے عمل بالحدیث؟

آگاہی

ہم یہاں اپنے برادران دینی کی آگاہی کے لیے یہ وضاحت بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اجماع کی حُجیت پر تمام اہل قبلہ کا اتفاق عہد سلف میں ہی ہو چکا ہے، اس لیے اس کے بعد کے زمانے میں کبھی کوئی اس کی مخالفت کرے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا کہ یہ خرقِ اجماع ہے جو شرعًا بہت معیوب اور نا قابلِ اِعتنا ہے۔
مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے:

(مسألة: الإجماعُ حجّةٌ قطعًا) و یفید العلمَ الجازمَ (عند الجمیع) مِن أهلِ القبلة (و لا یُعتدّ بشرذمة مِن الخوارج والشّیعة، لأنّهم حادثون بعد الاتفاق) یُشکّکون في ضروریاتِ الدّین مثلَ السّوفسطائیّة في الضّروریات العَقْلِیّةِ. اھ)[1]

ترجمہ: مسئلہ: **اجماع**، جمیع اہل قبلہ کے نزدیک قطعًا حجت ہے اور علم قطعی کا فائدہ دیتا ہے اور خوارج و شیعہ کے چھوٹے سے گروہ (کے اختلاف) کا شمار و اعتبار نہ ہوگا کیوں کہ یہ گروہ جمیعِ اہلِ قبلہ کے اتفاق کے بعد ظاہر ہوا جو ضروریاتِ دین میں بھی شک پیدا کرتا ہے جیسا کہ گروہ سوفسطائیہ ضروریاتِ عقل میں شک پیدا کرتا ہے۔

اور وہابی غیر مقلدین کا یہ گروہ تو بہت بعد کی پیداوار ہے پھر ان کا کیا شمار و اعتبار۔
الغرض احادیث صحیحہ، متواترۃ المعنٰی اور قرآن حکیم کی آیات سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ امت مسلمہ کا اجماع خطا سے پاک ہے، حجت ہے، اس کا اتباع لازم اور اس کی مخالفت حرام و گمراہی ہے کہ یہ مخالفت فی الواقع آیاتِ قرآنِ حکیم اور احادیثِ متواترہ سے روگردانی و اِنحراف ہے۔

---

(۱) فواتح الرحموت ج: ۲، ص: ۲۶۹، الأصل الثالث: الإجماع، دار إحیاء التراث العربي، بیروت.

چند اہم اجماعی امور کا تجزیہ

(۱) اجماع کے اقسام واحکام:

بنیادی طور پر اجماع کی دو قسمیں ہیں: • اجماعِ متواتر • اجماعِ آحاد

"اجماعِ متواتر" قطعی ہوتا ہے جس کا منکر اسلام سے باہر ہو جاتا ہے اور "اجماعِ آحاد" ظنی ہوتا ہے اس کا منکر اسلام سے باہر نہیں ہوتا، ہاں گمراہ قرار پاتا ہے۔

خبر متواتر کی حجیت باب عقائد سے ہے، قرآن مقدس کا کتاب اللہ ہونا، نمازِ پنج گانہ اور روزے اور حج وزکات کا فرض ہونا اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ برحق ہونا سب اعتقادیات سے ہیں۔

"اجماع قطعی" -یا- "اجماع اقویٰ" کے سوا اجماع کی ساری قسمیں عقائد وفروع میں مشترک ہیں مثلاً: ظہر سے پہلے کی چار رکعت سنت کی محافظت پر اجماع، مساجد کی حاضری سے عورتوں کی ممانعت پر اجماع، ایک نشست کی تین طلاقوں کے وقوع پر اجماع۔ آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے سے وضو نہ ٹوٹنے پر اجماع، محض دخولِ حشفہ سے وجوبِ غسل پر اجماع، بیعِ اُمِّ ولد کے عدم جواز پر اجماع، حدِّ خمر کی تعیین پر اجماع۔ وغیرہ، وغیرہ۔

(۲) اجماعِ اعتقادی اور اجماعِ اجتہادی کے درمیان فرق:

"اعتقادیات میں اجماع" اور "اجتہادیات میں اجماع" کا درجہ وحکم کئی حیثیتوں سے الگ الگ ہے۔

• اعتقادیات میں سکوت دلیل رضا ہوتا ہے[1] اور اجتہادیات میں دلیل رضا نہیں ہوتا مگر یہ کہ خارج سے کوئی قرینہ رضا پر شاہد ہو۔

---

(۱) مسلم الثبوت وفواتح الرحموت میں ہے: قولُ البعض مع سكوت أخرين (إجماعٌ فى الاعتقاديات إجماعا) بينا وبينكم . . . ومحلُ الخلاف الاجتهاديات، لا الاعتقاديات، فالسكوتُ فى الاعتقاديات من غير رضابِهٖ حرامٌ، فإنّها لا بُدّ منها فى الإيمان ويكونُ السّكوت فيها مفضيا إلى البدعة الجَليّة، فالسُّكوتُ هناك يدلّ على القطع بكونه رضاً، فافهم .(فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، ج:۲، ص: ۲۹۱، الأصل الثالث: الإجماع/ مسئلة: في إفتاء البعض وسكوت الباقين، دار إحياء التراث العربي، بيروت)۱۲منہ

● اعتقادیات میں اجماع سے اختلاف کفر کلامی بھی ہوتا ہے، اور کفر فقہی بھی اور ضلالت بھی، جب کہ اجتہادیات میں اجماع سے اختلاف کفر ہوتا ہی نہیں نہ کلامی، نہ فقہی۔ ہاں! فسق وضلالت ہوتا ہے۔

● اعتقادیات میں اجماع قطعی بھی ہوتا ہے اور ظنی بھی۔ جب کہ اجتہادیات وفروع میں اجماع صرف ظنی ہوتا ہے۔

اعتقادیات اور اجتہادیات کے مختلف گوشوں کے پیش نظر یہ فرق بیان کیے گئے ہیں ورنہ بنیادی طور پر ان کے درمیان صرف ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ اعتقادیات میں اجماع قطعی ہوتا ہے اور اس کی حجیت بھی قطعی ہوتی ہے۔ اس کے بر خلاف اجتہادیات میں اجماع ظنی ہوتا ہے اور اس کی حجیت بھی ظنی ہوتی ہے۔

(۳) دونوں طرح کے اجماع کی خلاف ورزی مُنکَر ہے:

ہاں! اس بارے میں دونوں طرح کے اجماع میں یہ اشتراک پایا جاتا ہے کہ دونوں کی خلاف ورزی مُنکَر ہے یہی وجہ ہے کہ جب مروان نے نماز عید سے پہلے خطبہ دینا چاہا تو بعض حاضرین نے اس پر اعتراض کیا اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تائید فرماتے ہوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان فرمائی اور ظاہر ہے کہ خطبۂ عید کا نماز عید سے پہلے ہونا ایک فرعی مسئلہ ہے مگر اجماعی ہے، وہ حدیث صحیح مسلم شریف میں اس طرح ہے:

(۱) عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ - وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ - قَالَ: أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلاَةِ مَرْوَانُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: الصَّلاَةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. فَقَالَ: قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هَذَا، فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ . سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ».[1]

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۵۰، ۵۱، كتاب الإيمان/ باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، مجلس البركات، مبارك فور.

ترجمہ: طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ عید کے دن نماز سے پہلے مروان نے خطبہ دینا شروع کیا تو ایک شخص نے کھڑے ہوکر تنبیہ کی کہ خطبہ سے پہلے نماز ہے، تو مروان نے کہا کہ: یہ طریقہ متروک ہوچکا۔

صحابیِ رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس شخص پر شرعاً جو واجب تھا اس نے ادا کر دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں جو شخص بھی کوئی نافرمانی و معصیت کا کام دیکھے تو اسے اپنے ہاتھوں سے دور کردے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اصلاح کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

شرح مسلم میں ہے:

الْعُلَمَاء إِنَّمَا يُنْكِرُونَ مَا أُجْمِعَ عَلَيْهِ، أَمَّا الْمُخْتَلَف فِيهِ فَلَا إِنْكَار فِيهِ لِأَنَّ عَلَى أَحَد الْمَذْهَبَيْنِ كُلّ مُجْتَهِدٍ مُصِيبٌ . وَهَذَا هُوَ الْمُخْتَار عِنْد كَثِيرِينَ مِنْ الْمُحَقِّقِينَ أَوْ أَكْثَرهمْ . وَعَلَى الْمَذْهَب الْآخَر الْمُصِيب وَاحِد وَالْمُخْطِئ غَيْر مُتَعَيَّن لَنَا، وَالْإِثْم مَرْفُوع عَنْهُ.[1]

ترجمہ: جس چیز کے معصیت ہونے پر اجماع ہو علما بس اسی پر انکار کرتے ہیں، اور جس کے معصیت ہونے میں اختلاف ہو اس پر انکار نہیں کرتے کیوں کہ ایک مذہب کے مطابق ہر مجتہد مصیب ہوتا ہے اور کثیر بلکہ اکثر محدثین کے نزدیک مختار یہی ہے، اور دوسرے مذہب کے مطابق صواب تک رسائی تو کسی ایک مجتہد کی ہوتی ہے (باقی کی نہیں)، البتہ خاطی متعیّن نہیں، اور اس پر گناہ بھی نہیں ہے۔

واضح ہو کہ حدیث نبوی "مَن رأیٰ منکم منکرا" میں لفظ "مَنْ" تمام علما، فقہا اور مجتہدین کو عام ہے؛ اس لیے عمومی طور پر یہ حضرات "منکر اجماعی" پر ہی انکار کریں گے اسی لیے امام ابو زکریا نووی اور دوسرے ائمہ نے اس مقام پر "منکر اجماعی" کی بات کی ہے۔

(۴) مُنکَر مذہبی کا حکم:

مُنکَر مذہبی سے مراد وہ امور ہیں جو ایک امام کے نزدیک معصیت ہوں اور دوسرے امام کے نزدیک جائز و مشروع ہوں، جیسے: وضو میں "چوتھائی سر کا مسح" کہ ہمارے نزدیک فرض ہے اور شوافع

---

(۱) شرح صحيح مسلم لِلنَّوَوِي، ج:۱، ص:۵۱.

کے نزدیک نہیں، یا جیسے: ''مَسِّ ذکر'' کہ شوافع کے نزدیک ناقضِ وضو ہے اور ہمارے نزدیک نہیں۔
یوں ہی وہ تمام امور جو مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب میں فرضِ عملی یا واجب عملی ہوں اور دوسرے کسی مذہب میں نہ ہوں۔ فتاوی رضویہ جلد اول، رسالہ: ''الجود الحلو'' میں فرضِ عملی، فرضِ اعتقادی اور واجب عملی و واجب اعتقادی کا تعارف مثالوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، تحقیق کے لیے یکسوئی کے ساتھ اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ایسے امور میں عمومی طور پر ہر عالم، فقیہ، مجتہد انکار نہیں کر سکتا؛ کیوں کہ ایسا ہو سکتا ہے، بلکہ واقع ہے کہ جو بات اس کے نزدیک منکر ہے وہ دوسرے فقیہ مجتہد کے نزدیک مشروع ہو، البتہ ''اصحابِ مذہب'' اپنے ''اہل مذہب'' پر ''منکر مذہبی'' کے ارتکاب پر انکار کریں گے کہ وہ امر ان کے اعتقاد اور مذہب میں شرعاً معصیت ہے۔

(۵) دو صدی کے بعد کیا ''اجماعِ امت'' ہو سکتا ہے:

دو صدی کے بعد بھی اجماع امت ہو سکتا ہے، بلکہ اجماع ہوا ہے، جیسے محفل میلاد النبی ﷺ کے انعقاد پر اجماع، صلاۃ و سلام بہ حالِ قیام پر اجماع، مدارس کے قیام پر اجماع، مساجد میں مناروں کے جواز پر اجماع، وغیرہ۔ در اصل اس طرح کے اجماعات کی اصل و بنیاد کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ کے عموم و اطلاق ہیں۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ مثلاً محفل میلاد النبی ﷺ گیارہ اجزا پر مشتمل ہے: ● تلاوتِ قرآن حکیم ● حمد الٰہی و ذکرِ خداوندی ● نعتِ رسول ● بعثت نبوی کا تذکرہ ● سیرۃ المصطفیٰ وغیرہ۔

اور یہ سارے اجزا انفرادی طور پر کتابُ اللہ و سنتِ رسول اللہ سے ثابت ہیں جن کے جواز اور استحباب و استحسان پر عہد سلف سے ہی اجماع قائم ہے، بعد میں کسی وقت ان تمام امور کا مجموعہ محفلِ میلاد شریف ہو گیا تو یہ بھی اپنے ہر جزکی طرح اجماعی ہو گا کہ حسن کا مجموعہ حسن اور اجماع کا مجموعہ اجماعی ہو گا۔ تو واقع میں یہ اجماع آج یا دو صدی بعد نہیں قائم ہو رہا ہے، بلکہ یہ تو عہد صحابہ سے ہی قائم ہے، فرق صرف یہ ہے کہ کل محفل میلاد کے نام سے مجموعی شکل میں یہ سارے امور یک جا نہ تھے، اور دو صدی بعد اجماع ہونے کا مطلب ''شکلِ مجموعی پر اجماع'' ہے۔

یا جیسے موجودہ شکل میں مدارس دینیہ کا قیام، ان میں طلبہ کا داخلہ اور قیام وطعام کا انتظام اور تعلیم و تعلّم کہ اس کی اصل "مدرسۃُ الصُّفہ" ہے اور کتاب وسنت کے نصوص بھی، مثلاً:

ارشاد باری ہے:

- "كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ"(۱)

ترجمہ: اللہ والے ہو جاؤ، اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سبب سے کہ تم درس کرتے ہو۔

ارشاد رسالت ہے:

- "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهُ."(۲)

ترجمہ: تم میں افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

- "طلب العلم فريضة على كلّ مُسلِم."(۳)

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

- "بُعثتُ مُعلِّمًا."(٤)

ترجمہ: میں معلم بنا کر مبعوث کیا گیا۔

تو درس وتدریس کے لیے مدارس کا قیام جائز ومندوب ہے جس پر عہد سلف سے اجماع قائم ہے مگر مدارس دینیہ کی موجودہ شکل پر اجماع بعد میں ہوا۔

اس طرح اس کے کثیر شواہد ہیں۔

الغرض جو امور خاص شکل وہیئت میں دو صدی بعد ظاہر ہوئے مگر ان کی اصل کتاب وسنت

---

(١) القرآن الحكيم، سورة آل عمران: ٣، الآية: ٧٩.

(٢) صحيح البخاري، ج: ٢، ص: ٧٥٢، كتاب أبواب فضائل القرآن/ باب خيركم من تعلَّم القرأن وعلمه.

(٣) سنن ابن ماجه، ص: ٤٧، المقدمة / باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، رقم الحدى: ٢٢٤، دار احياء التراث العربى، بيروت.

(٤) سنن ابن ماجه، ص: ٤٨، المقدمة / باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، رقم الحدى: ٢٢٩، دار احياء التراث العربى، بيروت.

میں عموم واطلاق کی شکل میں موجود ہے وہ اجماعی ہیں کہ ان کی اصل پر عہدِ سلف میں اجماع رہا ہے۔

اور کتاب وسنت کے عموم واطلاق سے استدلال اجماعی امر ہے۔

چناں چہ مسلم الثبوت اور فواتح الرحموت میں ہے:

شاع وذاع احتجاجهم سلفًا وخلفًا بالعمومات على الأحكام من غير نكير من أحد، ونقل إلينا متواترًا بحيث لا مساغ للتشكيك.[1]

ترجمہ: سلف وخلف میں کلمات عام کے عموم سے احکام پر استدلال شائع وذائع ہے، اس پر کسی نے کوئی اعتراض وانکار نہیں کیا اور یہ تواتر کے ساتھ منقول ہے، اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

اور مطلق اس حیثیت سے کہ وہ اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے نوعِ عموم سے ہے۔

(۵) آج کے دور میں اجماعِ مجتہدین نہیں ہو سکتا:

ہاں اجتہادی مسائل میں آج کے دور میں اجماع نہیں ہو سکتا، یوں ہی کسی اور مسئلے پر بھی آج کے زمانے میں اجماعِ مجتہدین کا تحقق نہیں ہو سکتا کیوں کہ موجودہ دور میں مجتہدین نہیں پائے جاتے تو ان کی طرف سے نہ آج کوئی اجتہاد ہوگا، نہ اجماع۔

ہاں اجتہادی مسائل میں چاروں ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید پر اجماع ہے کہ تقلید کی اصل کتاب وسنت سے ثابت ہے، جس پر عمل عہد سلف سے جاری ہے، جیسا کہ تقلید کے بیان میں اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

---

(۱) فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، ج:۱، ص:۲۵۴، مسألة: للعموم صِيَغ، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان.